لارڈ بشپ صاحب کا انتقال

(گذشتہ سے آگے)

لارڈ بشپ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہ راست دعوت دی اور پھر اس مقصد کے لئے ایک مجلس قائم کرکے اس کی طرف سے خط لکھوایا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت کا واسطہ ان کو دیا گیا۔ پبلک پریس نے (جس میں انگریزی پریس نے بڑا حصہ لیا) بشپ صاحب کو اس مقابلہ کے لئے ابھارا اور جوش دلایا۔ مگر انہوں نے کلیسیا کی اندرونی مرمت و اصلاح اپنا مقصد قرار دیکر اپنے آپ کو بچایا۔ اور صاف انکار کر دیا۔ اس دعوت مقابلہ نے نہ صرف ان کی اس کمزوری کا راز فاش کر دیا بلکہ موجودہ عیسویت کی حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا۔ اور یہ نتیجہ بھی ہوا کہ وہ جوش جو انہیں مسلمانوں میں تبلیغ عیسویت کا تھا سرد پڑ گیا۔ پھر ایک مرتبہ اس بات کے پرانا ہو جانے پر انہوں نے لاہور کے مشن کالج میں لیکچروں کے ایک سلسلہ میں حصہ لیا۔ جس میں احمدی جماعت بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوئی۔ اور آخری مرتبہ انہیں اس جماعت کے مقابلہ میں مذہب کے پلیٹ فارم پر لاجواب ہونا پڑا۔

یہ واقعات میں نے اس لئے جمع کر دیئے ہیں تا اس مرنے والے کی آخری تقریب پر جماعت کو اس سے روشناس کرا دیا جاوے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا اظہار کر دیا جائے جو

حبہ ہیبت ہا بداد ند این جواں را ؛ کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ

کے الفاظ میں عرصہ سے ہو چکی اور آپ کی زندگی میں بارہا پوری

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر چھپا۔

جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے

حال میں رہتک کے دربار کے موقع پر جو تقریر کی اس کا خلاصہ

ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(مسٹر ڈکیبسن - نواب صاحب درباریان و شرفا رہتک و انبالہ)

گذشتہ ۳۶ سال کے عرصہ میں یہ دوسرا موقعہ ہے کہ ضلع رہتک میں لفٹنٹ گورنر پنجاب نے دربار منعقد کیا ہو اور صوبہ کو الوداع کہنے سے پہلے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ نے دوران جنگ میں جو کام کیا ہے اس کا علمی طور پر اعتراف کروں۔ گذشتہ دربار کے بعد اس وقت تک اس ضلع نے مستقل ترقی کی ہے۔ ریل اور سڑکوں کے علاوہ نہری آبپاشی میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے تعلیم کی عام اشاعت کیلئے آپ نے جاٹ ہائی سکول جیسی مفید درسگاہ بھی قایم کرلی ہے اور اب گورنمنٹ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ لازمی ابتدائی تعلیم کے اخراجات کا ۸۰ فیصدی حصہ وہ خود برداشت کرے۔ اس کے علاوہ مزید طبی امداد کے مہیا کئے جانے کا خاطر خواہ انتظام کیا جا رہا ہے اور اس بارہ میں گورنمنٹ مقامی اشخاص کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے تیار ہے۔

وبائی نزلہ سے نقصان دیگر حصص صوبہ کی طرح اس ضلع میں وبائی نزلہ نے اپنا تباہ کن اظہار کیا اور جہاں میدان جنگ میں ضلع رہتک کے کل ۶۹۴ سپاہی کام آئے وہاں ماہ اکتوبر اور نومبر میں ۲۰ ہزار اشخاص نزلہ سے ہلاک ہوگئے اب اس قیامت خیز بلا کا خاتمہ ہوگیا ہے لیکن اس جگہ اب قحط و گرانی تکلیف کا موجب بنی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ تقاوی اور درآمد چارہ کے ذریعہ موجودہ حالت کو اعتدال پر لارہی ہے ان انسدادی تدابیر کے علاوہ محاصل اراضی کی تنسیخ و التوا کا مطالبہ بھی منظور کیا جائے گا۔

شاندار خدمات جنگ یہاں کے جاٹ اور مسلمان راجپوتوں نے گذشتہ روایات کے مطابق اس صوبہ کی جنگی شہرت کو برقرار اور قایم رکھا ہے۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں حضور وائسرائے نے خاص طور پر قدم رنجہ فرما کر اس ضلع کو سرفراز فرمایا بھرتی کے متعلق جس سرگرمی اور جوش کے ساتھ ضلع رہتک میں کام شروع ہوا۔ اس سے جمنا کے دونوں کناروں پر متصل اضلاع و ریاستوں میں بھرتی کی زبردست لہر جاری ہوگئی۔ میں اس موقع پر نواب صاحب دوجانہ کا خاص طور پر ذکر کرتا ہوں۔ اس شاندار کام کو سرانجام دینے کے لئے آپ کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ہارکورٹ کو سی۔ بی۔ ای مفتخر کیا گیا ہے اس کام میں مسٹر ممدوح کے علاوہ کرنیل پائی اور میجر کریگ اور آپ کے مقامی لیڈروں خاص کر آنریبل راؤ بہادر چوہدری لال چند۔ کیپٹن ہمونت سنگھ اور رائے صاحب چھوٹو رام اڈیٹر جاٹ گزٹ نے نمایاں حصہ لیا ہے نیز شیخ محبوب بخش بی۔ اے۔ ایل۔ ایل لالہ دھنپت رائے صوبہ دار میجر شاہباز علی اور عاشق علی اور رائے صاحب پنڈت ربی دت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتنے سپاہی میدان جنگ میں گئے

ابتدائے جنگ میں ضلع رہتک کے ۶۲۴۵ مصافی سپاہی فوج ہند میں شامل تھے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو یہ تعداد ۲۲۱۴۴ تک پہنچ چکی تھی۔ ضلع رہتک ۴½ سالوں میں بیس ہزار مصافی سپاہی دے چکا ہے یعنے یہاں کے ۱۹ مردوں میں سے ایک مرد مصروف جنگ رہا جہاں اور اضلاع ابھی ندائے فرض سننے کے منتظر تھے وہاں رہتک کے بہادر سپاہی پرپس فیسریٹ اور دیگر تواریخی معرکوں کے صبر آزما امتحان میں شریک تھے یا عراق عرب میں ترکوں کو شکست دینے میں مصروف پیکار تھے۔ ہز میجسٹی شہنشاہ

معظم کے فرمان پر میں نے آپ ۵۵۰۰ سپاہی کی درخواست کی تھی اور آپنے آئندہ مئی تک ۵۶۰۰ رنگروٹ پیش کرنے کا اقرار کیا تھا اور جب دشمن نے ہتھیار ڈالے تو آپ ۵ ماہ کے اندر ۲۷۸۸ رنگروٹ تیار کر چکے تھے۔ جاٹوں نے ۸۵۰۰ رنگروٹ مسلمان راجپوتوں اور دیگر مسلمان فرقوں نے ۴۰۰۰ رنگروٹ اور آہیر اور گوڑ برہمنوں نے بالترتیب ۲۰۰۰ رنگروٹ اور ہندو راجپوتوں نے ۵۰۰ رنگروٹ دیکر اس شاندار کام میں افتخار شوکت حاصل کیا۔

جھجر۔ روہتک۔ سونی پت اور گوہانہ تحصیلوں نے درجہ بدرجہ علی التواتر اپنے فرض کو ادا کیا ہے سپاہیوں کے مفاد کی نگرانی کے لئے آپ نے **پنچایتوں کا اعلےٰ طریق** جاری کیا ہے انہی فوجی خدمات کی بدولت زمانہ گرانی میں بھی ضلع روہتک فائدہ میں رہا ہے۔ گذشتہ تین سالوں میں سالانہ محاصل اراضی اوسطاً ۱۶ لاکھ روپیہ تھا۔ اور اسی قدر روپیہ سپاہیوں نے اپنے گھر والوں کے نام میدان جنگ سے بھیجا تھا۔ لیکن یہاں کے سپاہی مالی اغراض کو مدنظر رکھکر شریک جنگ نہیں ہوئے بلکہ ان کا حقیقی جذبہ تحصیل جھجر کے چار جاٹ بھائیوں کی کشش سے آشکارا ہوتا ہے جو ماسوائے تنخواہ کے بلا مطالبہ ترقی فوج میں بھرتی ہو کر پہلے دستہ کے ساتھ سمندر کے پار جانے کے لئے تیار ہو گئے تھے وہ اسی گاؤں کے رہنے والے ہیں جہاں کے ۲۶ جوانوں نے دوران جنگ تک بلا تنخواہ بھرتی ہونا منظور کر لیا۔

خواتین کی حب الوطنی

دوران جنگ میں یہاں کی خواتین بھی اسی جذبہ سے متاثر رہیں۔ مسمات کریاں بیوہ بوٹا جاٹ ساکن بکروی کلان نے اپنا اکلوتا بیٹا بھرتی کرا دیا۔ اور افسر کمانڈنگ کے سامنے رجمنٹ کے سپاہیوں کو میدان جنگ میں داد شجاعت دینے کے لئے زبردست ترغیب دی۔ آئندہ نسل کے نوجوان بھی اسی جوش سے سرشار ہیں۔

چنانچہ جاٹ ہائی سکول روہتک نے ۱۰۴ اور مڈل سکول کاہنور نے ۵۵ رنگروٹ دیکر صوبہ بھر میں خاص امتیاز حاصل کیا ہے۔

وکٹوریا کراس جیتنے والا بہادر

بدلو سنگھ جاٹ ساکن ڈکھلا تحصیل جھجر کی جانبازی کا حال پڑھکر کون ہوگا جو جوش انگیز ولولہ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ اس بہادر سپاہی نے گذشتہ ۱۳ ستمبر کو اپنے چھ ہمراہیوں سمیت ایک اہم مقام پر حملہ کیا جہاں ۲۰ سو ترک کلدار توپوں سے مسلح موجود تھے۔ اس کی ہمت کا یہ اثر ہوا کہ اس کی فوج کا دستہ عظیم اتلاف جان سے بچ گیا دشمن نے اس کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے اور وہ خود مہلک زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ لیکن اس کا نام رہتک کی تاریخ میں یادرہیگا اور اس کی بہادری نے اس کے خاندان اور قوم کو ابدی شہرت سے وابستہ کر دیا ہے اس ضلع کے دو صوبیداروں جمعدار اچھے رام اور لاکھی رام نے ملٹری کراس کا مقتدر انعام حاصل کیا ہے پنجاب کے حصہ میں جس قدر اعزازی انعامات آئے ہیں ان کا ۷ فی صدی حصہ روہتک کے سپاہیوں نے حاصل کیا ہے۔

جنگی اعزاز کی تفصیل

۲۴ ہندوؤں نے اور ۲۳ مسلمانوں نے یہ جنگی اعزاز حاصل کئے جن میں سے ۳۲ آرڈر آف برٹش انڈیا۔ ۴۲ آرڈر آف میرٹ ۶۰ امتیازی خدمات کے تمغہ جات۔ ۱۴

نمایان سروس کے تمغہ جات اور ۱۰ فارن (بیرونی ممالک سے متعلق) اعزاز ہیں۔ صوبہ پنجاب بلکہ ہندوستان بھر میں کوئی ضلع نہیں ہے جو اس قدر شاندار ریکارڈ کی نظیر دکھلا سکے ؂

متفرق امداد

اگرچہ رہتک متمول ضلع نہیں ہے تاہم اس نے قرضہ جنگ میں ۲۵ لاکھ روپیہ اور رٹے فنڈ میں ۳۶ ہزار۔ امپیریل ریلیف فنڈ میں ۲۹ ہزار ایر و پلین فنڈ میں ۱۷ ہزار۔ اور متفرق صیغوں میں ۱۲ ہزار روپیہ دیا ہے امید ہے کہ حضور وائسرائے نے امپیریل ریلیف فنڈ کے متعلق حال ہی جو اپیل کی ہے بارآور ہوئی ڈیرہ دون اور لاہور میں ناقابل سپاہیوں کے تربیت اور علاج کے لئے دوانسٹی ٹیوٹ جاری کئے گئے ہیں مقتول یا زخمی سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے بارہ میں قابل قدر مراعات دی گئی ہیں۔ نیز لور باری دوآب نہر پر ایک لاکھ ۸۰ ہزار ایکڑ زمین مستحق سپاہیوں کو دیجائیگی۔ اور جب دریائے ستلج میں بند لگانے تجویز متشکل ہوگی تو ضلع رہتک کے استحقاق کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائیگا۔

سرکار کی قدردانی

جنگی خدمات کے لئے اعزاز عطا خلعت اور اسناد کے علاوہ ردنگروٹنگ جاگیریں جن کے سالانہ آمدنی ۱۰۰۰ روپیہ ہے عطا کی گئی ہیں۔ ۱۴۸ اشخاص کو تاعمر معافی عطا ہوگی ہے۔ ۲۱ اشخاص کو ۱۲ سو ایکڑ خطۂ اراضی سیراب شدہ دیا گیا ہے ۲۱ گاؤں ایک لاکھ روپیہ تک مالیہ اراضی سے مستثنیٰ رکھے گئے ہیں

ضلع انبالہ کی خدمات

یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو ضلع انبالہ کے ۵۵ ، ۱۷ سپاہی فوج میں شامل تھے۔ تین سال میں یہ تعداد ۴۲۲۶ تک پہونچ گئی۔ اور عارضی صلح پر دستخط ہونے کے وقت اس کے ۸۲۴۱ آدمی مصروف جنگ تھے۔ سنہ ۱۹۱۸ء کے دس مہینوں میں یہاں سے استنے آدمی بھرتی ہوئے۔ جتنے گذشتہ سارے تین سالوں میں ہوئے تھے۔ سکھوں نے ۴ ہزار مسلمانوں نے ۲ ہزار۔ ہندو راجپوتوں نے ۵ سو سپاہی بھرتی کے لئے پیش کئے۔ آپ کے سرگرم ڈپٹی کمشنر ایبٹ اور اسسٹنٹ ریکروٹنگ افسر ٹریوایکس نے آج اعزاز حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے سردار جیون سنگھ۔ لچھمن سنگھ اور جواہر سنگھ۔ لالہ گنیش داس لالہ رنگی مل۔ سید احمد حسین۔ ملک محمد حیات کی سرگرم شوکت عمل سے بھرتی کا کام جاری رکھا۔ یہاں کے سپاہیوں نے میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھا کر جنگی اعزاز حاصل کئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ۲ آرڈر آف برٹش انڈیا۔ ۷ آرڈر آف میرٹ۔ ۱۴ امتیازی خدمات کے تمغہ جات۔ ۸ نمایاں خدمتگذاری کے تمغہ جات۔ ۲ فارن اعزاز ضلع ہذا سے قرضہ جنگ میں ۲۲ لاکھ روپیہ امپیریل ریلیف فنڈ میں ۷ ہزار اور متفرق طور پر ۱ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے ان خدمات کے صلہ میں مختلف اشخاص کو ۵ سو ایکڑ سیراب خطۂ اراضی ۴۲ اشخاص کو جنگی معافی اور ۸۰ ۳ گاؤں کو ۳ ہزار روپیہ تک مالیہ اراضی کی معافی عطا ہوئی ہے ؂

ہوئی بشپ صاحب نے جبکہ وہ لاہور کے بشپ تھے لاہور کے رسالہ ترقی میں ایک مضمون حضرت مسیح علیہ السلام پر لکھا اس پر تنقیدی آرٹیکل جب الحکم میں شائع کیا گیا اور خاص طور پر اس کی کاپیاں ان کی خدمت میں بھیجی گئیں مگر بشپ صاحب اس پر خاموش رہ گئے۔ غرض جب کبھی انہیں احمدی جماعت سے مقابلہ کا موقع ہوا تو انہیں افسوس کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا

لارڈ بشپ صاحب کی وفات اس لحاظ سے کہ وہ ہندوستان کے لئے خیر خواہی کا اظہار کرتے تھے قابل افسوس ہے ان کے اعمال و مساعی کا سلسلہ اب ختم ہو گیا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے مذہب عیسویت کی یہ نمایندہ شخصیت زیر خاک چھپ چکی ہے لیکن اس نے سلسلہ احمدیہ کے بالمقابل اپنی خاموشی اور مقابلہ میں صاف انکار سے آشکارا کر دیا تھا کہ:-

حضرت مسیح موعودؑ کسر صلیب کیلئے مامور ہوئے ہیں

کیونکہ صلیبی مذہب کی حمایت اور حفاظت بشپ صاحب کا اولین مقصد حیات تھا مگر جب اس جری اللہ نے جو اس مذہب کے ابطال کی حقیقت کو کھولنے کے لئے مامور ہوا تھا اسکو مقابلہ کے لئے بلایا تو

اس نے اندرونی اصلاح کا عذر کر کے انکار کیا

اور پھر اس انکار کو آخری وقت تک نبھایا۔ اور ان کی قلم اور زبان پر مہر لگ گئی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خدام کے بالمقابل بول یا لکھ سکیں؛

لارڈ بشپ صاحب کے متبعین کو چاہیئے کہ وہ موت کے دن اور پھر یوم جزا کے خوف کو مد نظر رکھ کر اس خطرناک عقیدہ سے توبہ کریں جو انہوں نے ایک **عاجز انسان** کو خدا بنانے کا بنا لیا ہے۔ خدائے قدوس کے تخت پر ایک عاجز انسان

کو بٹھانا اس سے بڑھ کر غلطی اور صداقت کا خوف کیا ہو گا وہ یقیناً یاد رکھیں کہ دنیا چند روزہ ہے اور آخر خدا تعالیٰ سے ہی معاملہ ہے؛

سالانہ جلسہ آرہا ہے

سالانہ جلسہ کے متعلق احمدی جماعت کو کسی خاص تحریک کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت کو آنے والے جلسہ کے متعلق اسکے فرائض سے واقف رکھا جاوے۔

سالانہ جلسہ انشاء اللہ العزیز ایسٹر کی تعطیلات میں ہو گا یہ جلسہ دنیا کے عام جلسوں کی طرح نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اجتماع کو اپنی زندگی میں خاص اغراض زیر نظر رکھکر مقرر فرمایا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا

اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کا منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اسکے لیے دعائے مغفرت کیجائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے ہٹا دینے کے لیے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی

جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے" ان اغراض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جلسہ کے ذریعہ کیا **روح قوم میں** پیدا کرنا چاہتے تھے۔ پس انہیں اغراض و مقاصد کو لیکر ہمیں ابھی سے اسکے لیے تیار ہونا چاہیئے

[illegible] اس جلسہ کے متعلق الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک سلسلہ مضامین کا لکھنا چاہتا ہوں تا [illegible] کریں۔ والسلام [illegible]

میرا سفر

از خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

الحکم کی خصوصیات اور موضوع اشاعت میں یہ امر داخل رہا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں آپکے کلمات طیبات مکتوبات۔ الہامات وغیرہ کا امین رہا اور جہاں تک اس سے ممکن ہوا انھیں جمع کرکے شائع کرتا رہا۔ ایسا ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایسا ہی مقصد رہا۔ اب حضرت خلیفہ ثانی کے عہد محمود میں اسی خصوصیت کو قایم رکھنا چاہتا ہے اس لحاظ سے کہ حضرت محمود کے کلمات۔ طیبات اور آپ کے کوایف زندگی۔ جمع ہوسکیں میں الحکم میں کچھ اوراق اسکے لیے رکھونگا۔ آج آپ کا ایک سفرنامہ جو آپ نے خود ہی لکھا تھا درج کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ پہلے بدر میں شائع بھی ہوگیا تھا (ایڈیٹر)

خدا تعالیٰ نے انسان پر حجت قایم کرنے کے لئے ذرہ ذرہ میں ایک خاص شان رکھی ہے۔ ایک ایک نکتہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کر رہا ہے اور ایک ایک گوشہ اس کی طرف بلا رہا ہے سورج روشن ہے اور اس کی روشنی سے ہر آن میں ایک نہیں دو نہیں لاکھوں فائدے دنیا کو پہونچ رہے ہیں اور پھر ان فائدوں سے ایک دو ہی متمتع نہیں ہوتے۔ بلکہ بیشمار مخلوقات فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اگر انسان ایک بڑے مکان میں چھپا ہوا اس کے فوائد سے حصہ لے رہا ہے تو جانور اپنے گھونسلے میں انسان سے کچھ کم حصہ نہیں لیتا اور چھچھوندر جو سورج کے آگے اپنی آنکھیں نہیں کر سکتی۔ اور روشنی کو دیکھ ہی نہیں سکتی۔ وہ گو ظاہر میں اس سے دور ہے لیکن چشم بصیرت رکھنے والے انسان جانتے ہیں کہ اس اندھیرے میں بھی سورج کی روشنی اور تپش اسے فائدہ پہنچا رہی ہے اور اسکی زندگی پر ایک بہت بڑا اثر کر رہی ہے غرض یہ تو ایک بہت چھوٹی مثال ہے جس سے ہر ایک انسان نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ میں اوپر بیان کرچکا ہوں ذرہ ذرہ میں خاص خاص حکمتیں مخفی ہیں جو کہ انسان کو خدا کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں اس لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قُل سیروا فی الارض"، کیونکہ انسان جس قدر پھریگا۔ اور مختلف ممالک کی سیر کرے گا اور مختلف اشیاء پر غور کریگا۔ اسی قدر اسے معرفت اور نیکی کی توفیق ملے گی ہاں شرط یہ ہے کہ کوئی انسان اس سے فائدہ اٹھائے ورنہ بیمار آنکھیں سورج کی برداشت کر ہی نہیں سکتیں اور کمزور معدہ شیرینی سے بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاتا ہے پس اگر انسان کی طبیعت خود بدی کی طرف جائے تو وہی چیزیں جو اسے خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اسے شیطان کے پنجہ میں پھنسا دیتی ہیں اس لئے حکم ہوا ہے کہ ہر ایک کام کو سوچ کر اور غور کرکے کرنا چاہیے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان ثواب حاصل کرتے ہوئے اُلٹا عذاب میں مبتلا ہو جاوے اپنے کھانے سے اپنے پینے سے اپنے چلنے پھرنے سے غرض ہر ایک بات سے نصیحت حاصل کرو۔ تاکہ نفس کے خفیہ حملوں سے محفوظ رہو۔ یہ بات صرف کہنے کی ہی نہیں بلکہ اس میں خود میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہر روز فائدہ اٹھاتا ہوں۔ ابھی پچھلے دنوں میں مجھے ایک سفر کرنا پڑا ہے جس سے مجھے اس قدر فائدہ پہنچا ہے کہ میں بیان ہی نہیں کرسکتا بعض ایسی چیزیں میرے سامنے آئیں کہ ان میں میں نے خود خدا کو دیکھا بعض ایسے وجود میں نے دیکھے ہیں کہ وہ خدا کا ثبوت بنے۔ اور خدا کی ہستی کو ثابت کر رہے تھے غرض کہ بیشمار فوائد تھے اگر ایک ایک لکھنے بیٹھوں تو شاید دفتروں کے دفتر

لکھنے پڑیں لیکن باوجود اسکے میں چاہتا ہوں کہ اپنے سفر کا مختصر سا حال لکھوں شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ اُٹھائے اور میں بھی ثواب کا مستحق ٹھہروں۔ اتفاقات کی بات ہے کہ بعض دنوں میں تو کئی کئی مہینہ تک باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے اور بعض دنوں میں خدا کی قدرت ایسے سامان مہیا کرتی ہے کہ مجبورًا مختلف جگہوں میں یکے بعد دیگرے پھرنا پڑتا ہے لاہور میں بارہ وفات کا جلسہ تھا۔ مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھے اس موقعہ پر آنے کے لیے فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی اجازت طلب کی آپ کی اجازت پر میرا ارادہ ہوا کہ ۲ یا ۳ اپریل کو یہاں سے روانہ لاہور ہونگا۔ اتنے میں والدہ ماجدہ کا ارادہ دہلی جانے کا ہوا اور دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے خط لکھا کہ میں بھی وہاں جاؤں۔ اور یہ بات اس کی محرک ہوئی کہ میں دو یا تین کو یہاں سے چلنے کے بجائے غالبًا اٹھائیس تاریخ کو یہاں سے روانہ ہوا چونکہ والدہ صاحبہ حضرت ام المومنین نے کپور تھلہ میں ٹھہرنا تھا اس لیے میں بھی کپور تھلہ ساتھ گیا۔ وہاں سے پھر لاہور آنیکا ارادہ کیا۔ چنانچہ اسی دن شام کو چار بجے کے قریب ہم کپور تھلہ پہنچے یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بھی کچھ مدت قیام رہا ہے خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ خاص خاص جگہوں میں خاص خاص خصوصیتیں ہوتی ہیں کپور تھلہ کی مٹی میں خدا تعالیٰ نے وہ اثر رکھا ہے کہ یہاں جسقدر لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں کسی دلیل کسی معجزہ کسی نشان کیوجہ سے نہیں ہوئے۔ اور نہ انھیں کسی کشف و کرامت کی ضرورت ہے کہ انکے ایمان کو قایم رکھے۔ بڑے سے بڑا ابتلا ہو اور کیسا ہی سخت امتحان ہو۔ ان لوگوں پر خدا کا کچھ ایسا فضل ہے کہ ان کا پائے ثبات ذرہ بھر بھی لغزش نہیں کھاتا اور اسکی اصلی وجہ

یہ ہے کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کی معجزانہ زندگی کو دیکھ کر آپ کی بیعت ہی نہیں کی بلکہ عشق پیدا کیا ہے اور یہاں تک ترقی کی ہے کہ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید کا معاملہ ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے اس خدا کے مرسل کی زندگی کو دیکھ لیا ہے کہ وہ کیسی پاک و صاف تھی مشاہدہ کر لیا ہے کہ وہ گناہوں سے کیسا پاک تھا۔ پس اب جو کچھ ہو کوئی بات ان کے ایمان کے خلاف نہیں ہوتی۔ اُن کے ہاتھ میں وہ دلیل آگئی ہے کہ اسے کوئی توڑ ہی نہیں سکتا اور وہ یہ کہ کیا ایسا راست باز آدمی خدا پر جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ ایسی پکی بات ہے کہ اس کا توڑنا پھر انسان کی طاقت سے باہر ہے قرآن شریف نے بھی "لبثت فیکم عمرا" کے ایک چھوٹے سے جملہ سے آنحضرت صلعم کی سچائی کا نقشہ کھینچ دیا ہے وہی محبت اور اخلاص کا رنگ اس جماعت نے بھی اپنے دل پر کھینچا ہے۔ چنانچہ اس جماعت کے ایک بزرگ کی نسبت حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے یہ تو خطرہ نہیں کہ انھیں کسی میری وجہ سے کوئی ابتلا آئے گا ہاں یہ ڈر ہے کہ محبت کے جوش میں حد سے نہ بڑھ جاویں چنانچہ انکا یہی اخلاص اور محبت ہی حضرت صاحب کو وہاں کھینچکر لے گیا اور یہی ہمیں بھی وہاں لیگیا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص سے ہمیں محبت ہو اسکے متعلقین سے بھی قدرتًا محبت ہوتی ہے اسی لیے سچی دوستی کی نشانی یہی سمجھی گئی ہے کہ ایک دوسرے دوست کے مال و جان اور عزیز و اقارب کا اسی طرح محافظ ہو جیسے کہ وہ اپنے مال و جان کی حفاظت کرتا اور اپنے عزیز و اقارب کو چاہتا ہے پس وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر یہ اقرار کیا ہو کہ تجھ سے تمام دنیا کے رشتوں اور دوستیوں سے بڑھکر سلوک کریں گے اس کی ہر ایک چیز کیوں پیاری نہ ہو۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کو ہم سے ایک خاص محبت اور اخلاص ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ محض اخلاص ہی اخلاص ہے اور نفسانی خواہشیں ان میں بالکل نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے

کہ حضرت صاحب نے ایک موقع پران کو لکھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ قیامت کو بھی میرے ساتھ ہوں گے کیونکہ دنیا میں بھی آپنے میرا ساتھ دیا ہے۔ اسجگہ میں نے کامل ایمان کے کئی نمونہ دیکھے اور سنے لیکن ایک بات نے تو مجھپر وہ اثر کیا کہ میری روح کو قول بلیٰ یاد آگیا اور اگرچہ اسکا لکھنا شاید عام لوگوں کے لیے مفید ثابت نہ ہو لیکن بعض بامذاق لوگوں کے لیے جنکو خاص ذوقی بات عام دلائل سے فائدہ مند ہوئی ہے شائد مفید ثابت ہو۔ منشی محمد اروڑا صاحب جو حضرت صاحب کے نہایت پرانے مریدیں سے ہیں اور حضرت اقدس ؑ سے خاص محبت جو شائد دوسری جگہ بہت کم ملے رہتے ہیں انھوں نے سنایا کہ ایکدفعہ حضرۃ اقدس ؑ نے مجھسے پوچھا کہ سب لوگ دعا کے لیے کہتے ہیں اور آپ بالکل نہیں کہتے اسکی کیا وجہ ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ مجھے کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ میں آپ خداوند تعالیٰ سے مانگ لیتا ہوں اور اس وقت آپ پر اُس کے احسانات اور کرم ہیں ان کو زیر نظر رکھ لیتا ہوں اور وہ کام خود بخود ہو جاتا ہے مجھے اس سے ایک تو اُن کے ایمان پر خیال گیا کہ کیا ایمان ہے اور خدا تعالیٰ کے رحموں پر کسقدر بھروسہ ہے اور دوسرے خود حضرت اقدس کی سچائی پر کیا ایمان ہے۔ اور دوسرے طرف میرا خیال حضرت ابراہیم کیطرف گیا چونکہ وہ ایک عظیم الشان نبی تھے اسلیے اُنھوں نے ایمان کا اس قسم کا نمونہ دکھایا ہے جو کہ اُن کی طہارت نفس کیوجہسے بہت ارفع ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ کچھ خواہش ہو تو فرمائیے۔ آپنے نہایت بے توجہی سے جواب دیا کہ کچھ نہیں میری تم سے کچھ غرض نہیں اُنھوں نے دوبارہ کہا کہ خدا تعالیٰ سے کچھ پیغام ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ مجھے کوئی واسطہ پسند نہیں اُنھوں نے سہ بارہ کہا کہ اچھا دعا کیجیے آپنے جواب دیا کہ وہ آپ نہیں دیکھتا جو میں اُسے سناؤں کہ میرا کیا حال ہو۔ سبحان اللہ کیسا ایمان ہے اور کیسا غنا ہے اسی کا نتیجہ ہو کہ قرآن شریف میں جہاں حضرت ابراہیم ؑ کا کچھ ذکر آئے وہیں قرآن شریف کی عبارت محبت سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محب اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہو خیر بات لمبی ہوتی ہے اس لیے میں اور زیادہ واقعات نہیں لکھتا۔ کیونکہ اور بہت کچھ سنانا ہو۔ یہاں کی بعض قابل دید عمارات بھی دیکھیں اور ایک چھوٹی سی مذہبی نظارہ قدرت کو عجب طرح خوبصورت کر کے دکھاتی ہے۔ وہ دیکھی یہاں کے راجہ صاحب کو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے اور وہ جس ملک میں جاتے ہیں وہاں کی کچھ چیزیں لا کر اپنے ہاں رکھتے ہیں۔ اگر وہ اس سے ناصح کا کام لیویں تو میرے خیال میں کئی واعظ وہ کام نہیں کر سکتے جو وہ بے جان چیزیں کر سکتی ہیں۔ یہاں بعض غیر غیر احمدی صاحبان بھی ملاقات کو آئے۔ جنمیں سے ایک صاحب اہل ہنود میں سے تھے جو وہاں مختاری کا کام کرتے ہیں اور اُنھوں نے لکچر کے لیے کہا لیکن چونکہ مجھے دوسرے ہی دن لاہور جانا تھا اس لیے زیادہ ٹھہرنا مشکل تھا۔ دوسرے دن لاہور کیطرف روانہ ہوا اور والدہ صاحبہ دہلی کی طرف۔ ۲ تاریخ کو میں لاہور پہنچا اور برادرم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر ٹھہرا تیسرے دن یعنی چار تاریخ لکچر شروع ہوئے۔ لاہور کے بہت سے معزز ین جلسہ میں آئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اندر ہی اندر لوگوں کے دلوں کو اسطرف پھیر رہا ہے ورنہ ایک دن وہ کہ خود حضرت اقدس ؑ کی تحریر سے لوگ بھاگتے تھے اور آج آپکے خدام کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں۔ یہی وہ لاہور ہے کہ جہاں آپکی وفات کیوقت دشمنوں نے وہ شور مچایا کہ الاماں! نعوذ باللہ آپ کا جھوٹا جنازہ نکالا گیا اور اسکی ہتک کی گئی لیکن شہر کے رؤسا میں سے ایک دل اس طرف متوجہ نہ ہوا (باقی آئندہ)

پیغامی حلقہ میں میرا ذکر

الحکم کے دور جدید میں میں پیغامی حضرات کیطرف توجہ کرنے کی ضرورت سے مستغنی ہوں اور میری خاموشی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر بعض اوقات میرے متعلق ایسے امور کی اشاعت کرتے ہیں جنکو خود ان کے اکابر بھی تسلیم نہیں کر سکتے مجھے افسوس و تعجب ہوتا ہے کہ کیوں اس قسم کی جرأت کو معیوب اور قابل شرم نہیں سمجھا جاتا۔ ابھی جبکہ میں قادیان سے باہر گیا ہوا تھا پیغام کی ایک اشاعت میں منشی ثناء اللہ صاحب مدرس مسلم ہائی سکول نے ایک مراسلہ چھپوایا ہے جس میں لکھا ہے کہ میں نے انکے ساتھ تخلیہ کیا اور ایک مکالمہ کے دوران میں گویا نہایت راز کی بات کہی کہ

یہ میں آپ سے تخلیہ میں گفتگو کرتا ہوں آپ اور میرے درمیان ہے کہ مسئلہ **نبوۃ** اور مسئلہ کفر و **اسلام** میں میں ذاتی طور پر آپ سے متفق ہوں اور مولوی محمد علی صاحب کی عزت و احترام میرے دل میں بہت ہے۔ مگر مسئلہ خلافت بہت اہم مسئلہ ہے اگر مولوی محمد علی صاحب اس منصب کے منکر نہ ہوتے تو میں **سب سے پہلے ہوتا جو انکی بیعت کرتا**"

یہ اس مکالمہ کا خاص حصہ ہے جو مراسلہ نگار نے شائع کیا ہے یہ فقرے اپنی تردید آپ کر رہے ہیں **الحکم کا ایڈیٹر** ابھی زندہ ہے اور الحکم کے فائل ابھی دنیا میں موجود ہیں اور پیغام کے وہ پرچے بھی تلف نہیں ہو چکے جن میں ایڈیٹر الحکم کی مخالفت کا رونا رویا گیا ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء بھی زندہ ہیں پھر مجھے حیرت ہے کہ منشی ثناء اللہ کو اس افترا بافی سے کیا حاصل؟

مجھے اسکی تردید کے لیے کسی خاص بحث کی ضرورت نہیں اس لیے کہ سنجیدہ اور فہیم پیغامی حضرات بھی اسکو تسلیم نہیں کریں گے البتہ مجھے اصل واقعہ ظاہر کر دینا چاہیے تاکہ غلط فہمی رفع ہو جائے۔ منشی ثناء اللہ صاحب مجھے ملے اور میں نے اُنکو جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔

مولوی محمد علی صاحب نے میری رائے میں ایسا ناقابل عفو جرم کیا ہے کہ انکی کوئی خدمت اور کوئی قابلیت اسکی تلافی نہیں کر سکتی اور وہ جرم جماعت میں تفرقہ اندازی ہے اُنھوں نے اعلان ضروری لکھکر جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھی۔

جہانتک میں جانتا ہوں عقائد کی بحث اور تنازع نہیں دراصل تنازعہ **خلافت** کا ہے مسئلہ نبوۃ اور کفر و اسلام نئے مسائل نہ تھے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہ ظاہر تھے۔ جماعت کو مسائل کی بحث میں لاکر ایک مغالطہ دیا جاتا ہے اصل جھگڑا **امر خلافت** کا ہے یہی اہم ہے"

میرے ساتھ انکے مکالمہ کا خلاصہ اور مفہوم تو یہ تھا نہ **الوصیت** کو اُنھوں نے پیش کیا نہ اس کا ذکر ہوا۔ اور نہ مولوی صاحب کی **بیعت** کا ذکر ہوا **مولوی محمد علی صاحب** تو احمدیوں سے بیعت لینے کے قائل ہی نہیں پھر میں اُنکی بیعت میں اول ہوتا اسکے کیا معنی؟

بہر حال مجھے افسوس ہے کہ منشی ثناء اللہ صاحب نے میری طرف ان امور کو منسوب کیا جو صحیح نہیں اور میں نہیں جانتا کہ اس سے اُنھوں نے کیا فائدہ سوچا۔ اگر اس قسم کے مفتریات سے کوئی انسان فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ تو اسپر واویلا! میں یہ چند سطور بھی نہ لکھتا لیکن ایک غلط فہمی کے رفع کرنیکے لیے میں نے ضروری سمجھا کہ اصل حقیقت کا اظہار کر دوں میں الحکم میں اس قسم کے مباحثہ کو غیر ضروری

سمجھتا ہوں ۔ یہ جھگڑے اصل کام سے دور ڈال رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی جو اصل غرض ہو وہ ہمارا نصب العین ہو۔ اسکو عملی رنگ میں پورا کرنیکے لیے ہمکو قدم اوٹھانا چاہیئے *

قُمْ فَاَنْذِرْ

اس عظیم الشان وحی کا ایک حصہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کو تبلیغی تحریک کیلئے ہوئی اور سورۃ مدثر کی ابتدائی آیت میں واقع ہے اسکے معنی ہیں اٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ۔

یہ خوف اس آنے والے عذاب سے ہے جو ماموروں اور مرسلوں کے انکار سے اور ہر قسم کی بداعمالیوں اور شوخیوں کے نتائج میں آیا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ وحی اس غرض اور مقصد کے لیے نہیں ہوئی تھی جس طرح پر بچوں کو بیوقوف عورتیں ڈرایا کرتی ہیں۔ بلکہ اس وحی کے اندر ایک حقیقت مخفی تھی۔ اور یہی ایک مسلم کا واچ ورڈ قرار پائی تھی۔ اس میں اسلام کے اس شاندار مستقبل کی کلید تھی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانشینوں کے ہاتھ میں دی تھی۔ میں نے بھی اس آیت کو اسی لیے زیب عنوان کیا ہے کہ اسلام کے ضعف کے بعد پھر قوۃ وکمال کے لیے جو قوم مقرر کی گئی ہے وہ وہ جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر تیار ہوگی۔ اس لیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کے ساتھ بہت سی عظیم الشان پیشگوئیاں وابستہ ہیں اور انھیں میں اسلام کا شاندار مستقبل پوشیدہ ہے۔ اس حالت میں ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو اصول ترقی اور کامیابی کے لیئے ہمیں سکھائے تھے ہم انکو لیکر اٹھ کھڑے ہوں اور میدان عمل میں قدم رکھدیں۔ محض باتیں نری تحریریں کوئی ایسی چیز نہیں ہیں کہ اس نتیجہ کو پیدا کردیں جو عمل پر موقوف ہے قرآن کریم ان ہدایات سے لبریز ہے اور مسلمان تیرہ سو سے زائد سالوں سے اس پاک مجموعہ کو اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن جب انھوں نے عملی زندگی کو ترک کر دیا وہ ان مفاد اور برکات سے محروم ہو گئے ہیں * ہمارا دعوٰی ہے کہ ہم وہ قوم ہیں جنکے ہاتھ پر اسلام کی فتح ہوگی۔ اور ساری کامیابیاں ہمارے دامن سے وابستہ ہیں۔ مگر قابل غور یہ امر ہے کہ کیا محض دعاوی سے کوئی بات ثابت ہو سکتی ہے یا اسکے لیے میدان عمل میں قدم رکھنے ہی نہیں بلکہ دوڑنے کی ضرورت ہے ؟

اس وحی الٰہی پر جو قُمْ فَاَنْذِرْ کے جلالی الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ہوتی ہے غور کرو کہ یہ

ہر مسلم کی زندگی کا کیا مشن قرار دیتی ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو نوع انسان کی طرف رسول مبعوث ہوئے تھے اور تبلیغ و اشاعت آپ کی زندگی کا ایک لاینفک جزو تھا یہ وحی آپ ہی کی ذات سے مخصوص نہ تھی بلکہ ہر مسلم کو اسکے فرائض زندگی سے آگاہ کرتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کیا وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خدائے وحید و فرید کے دین کی اشاعت و تبلیغ کے لیے آفاق میں نکلے اور جدھر انکا مونھ اٹھ گیا ادھر ہی خدائی تائید و نصرت انکے ساتھ تھی۔

ساری کامیابیوں کی کلید اونھوں نے اس قیام کو سمجھ لیا تھا جسکا قُمْ میں حکم دیا گیا تھا انھوں نے اس راز کو اچھی طرح پالیا تھا کہ " اِسلام عملی مذہب ہے نہ کہ خیالی "

اس راز کی تفہیم ہو جانے کے بعد انکی زندگی میں ایک ایسا تغیر

ہوا ہے کہ دنیا کی تاریخ اس ترقی اور کامیابی کی نظیر پیدا ہی نہیں کر سکتی - ہم اپنے آپ کو جماعت صحابہ میں داخل کرتے ہیں - قابل غور یہ امر ہے کہ عرصہ عمل میں ہماری جد و جہد اور تگ و دو کہاں تک ہے - ؟

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر شخص جو مسلم کہلاتا ہو وہ ایک مشنری یعنی **تبلیغی فرض** اپنے ذمہ لیتا ہے - اسکے لیے بیٹھ رہنا کسی حالت میں سزاوار نہیں ہو سکتا - قدرت نے اس عہد کو اس قسم کا عہد ہی نہیں بنایا اسوقت ہر قوم اور ہر فرقہ کے لوگ اوٹھ رہے ہیں اور وہ جو تبلیغی مذاہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے انھوں نے بھی اپنے مردہ مذاہب میں ایک روح پھونکنے کی کوشش کی ہے اور چاہتے ہیں کہ **قومی اتحاد** کی سپرٹ اپنے ہمخیالوں میں پیدا کر کے دوسروں کو اس میں شامل کریں -

لیکن ہم جو ایک **ذمہ وار انسان** کی حیثیت میں مامور کئے گئے ہیں کہ دوسروں کو اسی **دین قویم** سے آگاہ کریں - (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسان کے لیے لیکر آئے تھے اور جس دین میں **کامیابی اور ترقی** کے اجزا اعظم ہیں) غافل ہی کیسا تھ یا اپنے جھگڑوں میں مصروف رہ کر اپنے فرض سے غافل ہو رہے ہیں اور بایں ہمہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ساری **ترقیاں اور ساری کامیابیاں جو موعود ہیں ہمارے ہاتھ پر ہونگی** اس سے بڑھکر اور کیا خام خیالی اور کوتاہ فہمی ہوگی - حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں - خدا تعالیٰ کا ایک جلیل الشان نبی ان کے ساتھ ہے اور اسکی **قوت قدسی** بہت کچھ کر سکتی ہے لیکن قوم کی سستی اور **تغافل** نے جو نتیجہ پیدا کیا وہ اس عظیم الشان نبی کی کامیابی کو بھی مشکوک بنائے بغیر نہ رہا - اس ناکامی کی جڑ میں کیا راز تھا ؟

ہم یہ نیٹھے ہیں !

یہ ایک فقرہ تھا جو اسی ناعاقبت اندیش قوم نے کہا اور اپنے نبی سے کہدیا فاذھب انت و ربک تو اور تیرا رب جاؤ - اس **قول نے انکی روحوں کو مردہ اور ہمتوں** کو پست کر دیا - پس آج بھی جو بیٹھے ہیں اور کھڑے نہیں ہوتے وہ اپنے انجام کو سوچتے نہیں - آج خدا کا نبی تمہارے ساتھ نہیں - اسکے زمانہ میں ہر ساعت ایک بعد پیدا کر رہی ہو اور اگر آج اس قرب زمانہ میں کوئی **روح کوئی قوت** تمہارے اندر ایسی پیدا نہیں ہوتی جو میدان عمل میں تمہیں کھڑا کر دے تو پھر یاد رکھیے کہ دور کے زمانہ میں تو آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ وحی جو

قم فانذر

کے بیدار کن الفاظ میں ہے تمپر تلاوت کرتا ہوں اسپر غور کرو اور اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کرو کہ کس حد تک اس پر عمل ہے یاد رکھو یہ ایک **مسلم کا واچ ورڈ** ہے اسکی زندگی کا مقصود اس میں مرکوز ہے - تبلیغی میدان میں نکل پڑو - لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ محض تقریریں کرنا اسلام کے حقائق و معارف بیان کر دینا - یا گذشتہ ترقیوں کے شاندار نمونے یاد دلا کر استخوان فروشی کرنا یہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو کامیابی کا نچہ پیدا کر سکیں اصل روح میدان عمل میں عملی زندگی ہے جبتک نمونہ کی زندگی ہم میں پیدا نہیں - کچھ نہیں - بہر حال **اٹھو کہ اب اٹھنے کا وقت ہو** تن آسانی میں بہت سا حصہ ہم کھو چکے ہیں اور ایک حصہ وقت کا ہمنے **اندرونی تنازعات** میں خرچ کیا ہے - بے شک ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے ازالہ کی ضرورت تھی - جو قوم اور جماعت کو ایک مقصد حقیقی سے دور لے جانے کے لیے ایک ذریعہ ہو سکتی تھیں اور جماعت کی عملی قوت پر موثر ہو سکتی تھیں

مگر کیا پانچ سال کے اندر ان تنازعات سے تمہیں فرصت نہیں ملی اس میدان اور خلیج کو اور کس حد تک وسیع کرتے چلے جاؤ گے۔

انکو جو غلط کاری کا موجب ہوئے اور تفرقہ پردازی سے انہوں نے جماعت کو دو حصوں میں منقسم کردیا چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ آپ ان سے جو معاملہ چاہے گا کرے گا۔ ان غلطیوں کی تمنے پوری اصلاح کردی جماعت کو انکا تفرقہ سے آگاہ کردیا۔ اب بار بار اسی محور پر گھومتے رہنا کوئی ضروری امر نہیں۔ ان جھگڑوں نے نہ صرف طاقتوں کو منتشر اور کمزور کردیا بلکہ عملی قوت پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔

اب وقت ہے کہ ہاتھی کی طرح اپنے میدان عمل میں چلے جاؤ اور اسکی پرواہ نہ کرو کہ ادھر اودھر سے کیا آوازیں آرہی ہیں۔ تمہارا قدم آگے بڑھے اور پیچھے مڑکر دیکھنے کی صورت نہ ہو۔ زندگی کی دوڑ میں اگر انسان پیچھے کو دیکھتا ہے تو وہ رہ جاتا ہے۔

پس اب بیٹھنے کا وقت نہیں اُٹھنے کا وقت ہے اسلیے اُٹھو اور خدا تعالیٰ کی اس وحی

قُم فانذر

کو اپنا نصب العین بنالو۔ کہ اسی میں ترقی کا راز سربستہ ہے۔ تمہیں کوئی دوسری آواز متوجہ نہ کرے۔ بلکہ دائیں بائیں۔ آگے پیچھے سے تمہارے کان میں جو آواز آوے تم اسے

قُمْ فَاَنْذِرْ

ہی کی آواز سمجھو۔ خدا کرے کہ ہم اُس راز کو سمجھ سکیں جو اس میں پوشیدہ ہے۔

دفتر الحکم کی نئی مطبوعات

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم میں زیر طبع ہیں چند روز میں شائع ہو جائیں گی احباب کو چاہیے کہ جلد درخواست بھیجدیں

قول الفصیح حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کے سلسلہ میں دوسرا نمبر جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر نہایت لطیف استدلال ہے اور اسی میں پیشگوئیوں کی حقیقت پر نئے انداز سے گفتگو کی ہے پہلی مرتبہ یہ کتاب آج سے ۱۹ برس پیشتر چھپکر مفت شائع ہوئی تھی اب صرف ۴۰۰ کاپیاں چھاپی گئی ہیں اور ۴؍ فی کاپی قیمت ہے۔ ۴۰ احباب اگر چاہیں تو اس مفید کتاب کو مفت شائع کرسکتے ہیں۔ تبلیغ اور سلسلہ کے لیے بہت مفید ہے۔

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم اس جلد میں سلسلہ کے نہایت معاندار اور تلخ دشمن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام کے خطوط درج ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ۱۸-۱۹ برس پیشتر لکھے تھے اُن مکتوبات کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہے مکتوبات کی اس جلد میں بطور ضمیمہ مولوی محمد حسین کی ان مختلف حالتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے زمانہ براہین احمدیہ میں اسکے اخلاص اور ریویو کا اور بعد ظہور عیسویت و مہدویت میں مخالفت کا۔ یہ کتاب بھی خاص طور پر قابل اشاعت ہے قیمت فی جلد .... ۸؍

تہذیب یہ چھوٹا سا رسالہ بچوں کے لیے لکھا گیا ہے جس میں اخلاق وآداب کے سلسلہ میں طہارت اور بعض روزمرہ کی دعاؤں کی حقیقت بیان کی گئی ہے ہر گھر اور ہر بچہ کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے قیمت صرف ۱؍